

محرّت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی

فلسفہ حیات

PHILOSOPHY OF LIFE

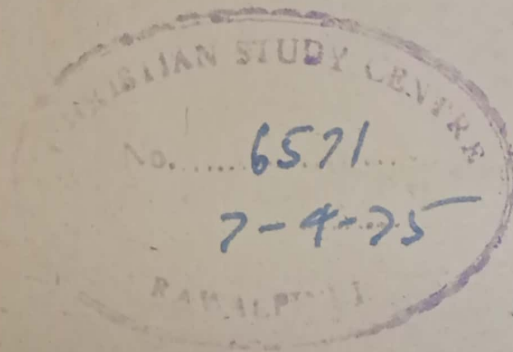
248.4
KHAM

برکت اے خان

”محبت اپنے پڑوسی سے بڑی نہیں کرتی“

فلسفہ حیات

PHILOSOPHY OF LIFE



248.4
KHAN

مصنّف و ناشر

ماسٹر برکت اے خان رکن بشارتی کمیٹی سیالکوٹ ڈیپارٹمنٹ

✱

راغبال پرنٹنگ پریس سیالکوٹ

فہرست

صفحہ	
۴	۱۔ فلسفہ حیات
۶۹	۲۔ فلسفہ تعلیم استادِ کامل
۴۸	۳۔ فلسفہ توحید
۵۵	۴۔ فلسفہ محبت و قربانی
۷۰	۵۔ مؤثر فلسفہ تعلیم
۷۴	۶۔ فلسفہ حیات استادِ کامل

رسالہ "فلسفہ وحدت الوجود" کی اشاعت کے بعد میری یہ خواہش مٹی کہ میں "فلسفہ حیات" کے متعلق بھی ایک رسالہ شائع کروں۔ تاکہ انسان جس کو خدا نے ابتداء میں اپنی صورت اور شبیہ کی مانند بنایا تھا۔ اور جو اپنی زندگی کے مقصد اور حقیقی فلسفہ حیات کے نصب العین کو بھول چکا ہے اور خدا سے جدا ہو گیا ہے۔ اُس کو ایک عظیم ترین استادِ کامل کے پیش کردہ فلسفہ حیات کے متعلق آگاہ کروں۔

برکت اے خاں

۱۔ فلسفہ حیات

میں نے ایک اخبار میں ایک نوجوان کا مضمون پڑھا۔ اُس نوجوان نے اپنے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ ایک دن ایک غیر ملکی خاتون نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ آپ کا فلسفہ حیات کیا ہے؟ اُس خاتون کے اس سوال نے مجھے چونکا دیا۔ میں حیران ہو کر یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ فلسفہ حیات سے کیا مراد ہے؟ میں اس کا کیا جواب دوں؟ کیا اس سوال کا یہ جواب ہے کہ میں کس طریقہ سے اپنی خاندانی یا مذہبی یا معاشی زندگی گزارتا ہوں؟ یا اس سوال کا یہ جواب ہے کہ میں کن اخلاقی اور روحانی اصولوں پر زندگی گزار رہا ہوں؟

شاید فلسفہ حیات کے متعلق بعض اصحاب کا یہ خیال ہو کہ فلسفہ حیات اور ضابطہ حیات دراصل ایک ہی بات ہے۔ لیکن میرا یہ نظریہ ہے کہ اگر ضابطہ حیات کو ضابطہ اخلاق کہا جائے تو یہ زیادہ موزوں اور مناسب ہوگا۔ کیونکہ ضابطہ اخلاق کے بغیر ضابطہ حیات ایک نامکمل فلسفہ حیات ہے۔ لہذا کسی مذہب کو مکمل ضابطہ حیات کہنے کی بجائے اگر اسے مکمل ضابطہ اخلاق کا نام دیا جائے تو یہ زیادہ

موزوں ہوگا۔ کیونکہ جس قوم کا کسی مذہب کی روشنی میں ضابطہ اخلاق اچھا ہوگا اس کا نظام حیات، ضابطہ حیات اور مقصد حیات بھی لازماً اچھا ہوگا۔ اور اسی ضابطہ اخلاق کا دوسرا نام فلسفہ حیات ہے۔ جس شخص کا اخلاق نہیں اس کا کوئی مذہب نہیں۔ کیونکہ جو شخص اخلاق سے محروم ہے وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے۔ اور ہر ایمان دار شخص اپنے مذہب کے اخلاق کا اُمینہ دار ہے۔

ضابطہ حیات سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ آپ مذہبی لحاظ سے اپنی زندگی کن شرعی رسومات کے تحت گزارتے ہیں؟ اور آپ کی معاشی زندگی کیسی ہے؟ لیکن فلسفہ حیات سے مراد محض معاشی اور مذہبی اور رسوماتی زندگی نہیں ہے اور نہ ہی آپ سے یہ سوال پوچھا جا رہا ہے کہ آپ دن میں کتنی مرتبہ دعایا نماز پڑھتے ہیں؟ سال میں کتنے روزے رکھتے ہیں؟ سال میں کتنی رقم خیرات کرتے ہیں؟ سال میں کتنے جانوروں کی قربانی دیتے ہیں؟ کتنی بیویوں کے شوہر ہیں؟ کس الہامی کتاب کا ورد کرتے ہیں؟ آپ کس قسم کی ملازمت یا کاروبار کرتے ہیں؟ یا آپ کس قسم کے لوگوں کی سوسائٹی پسند کرتے ہیں؟ ہر ایک مذہب میں چند شرعی رسومات موجود ہیں۔ جن کی پابندی مذہبی لحاظ سے لازمی امر ہے۔ ہم اکثر ان شرعی رسومات اور فروعات کی ادائیگی کو اپنی روحانی اور اخلاقی پاکیزگی کا سامان عاقبت خیال کرتے ہیں۔ لیکن ایک کمزور اخلاق شخص

بھی ان رسومات کو بڑی آسانی سے ادا کر سکتا ہے۔ اب ایک مسئلہ
زیر غور یہ ہے کہ کیا کسی مذہب کی صداقت اور مقبولیت اس
بات میں ہے کہ اس میں ظاہری راستبازی اور پاکیزگی کے لئے بڑی
دکھش شرعی رسومات موجود ہیں؟ یا کسی مذہب کی صداقت اور
مقبولیت اس بات میں ہے کہ اس کی بنیاد اخلاقی اور روحانی اصولوں
پر رکھی گئی ہے؟ یقیناً آپ کا فیصلہ اخلاقی اور روحانی اصولوں
کی تعلیم کے حق میں ہوگا۔ کیونکہ مذہب اخلاق کا دوسرا نام ہے۔ خدا
کے ایک استاد کامل کا ارشاد ہے کہ :-

”ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کوئی
اچھا درخت نہیں جو بُرا پھل لائے۔ اور نہ کوئی
بُرا درخت ہے جو اچھا پھل لائے۔“
”اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانہ سے اچھی
چیزیں نکالتا ہے۔ اور بُرا آدمی بُرے خزانہ
سے بُری چیزیں نکالتا ہے۔ کیونکہ جو دل
میں بھرا ہے وہی اس کے منہ پر آتا ہے۔“

(انجیل لوقا ۶ باب ۴۳ تا ۴۵ آیت)

ظاہری راستبازی کے لئے شرعی رسومات قابلِ تعریف ہیں۔
لیکن کبھی کبھی یہی مذہبی رسومات دوسروں کے لئے محض ریاکاری
اور باعثِ ٹھوکر بن جاتی ہیں۔ یہودی مذہب میں شروع کے

علماء کو فریسی اور فقیہ کہتے ہیں۔ وہ تمام مذہبی رسومات محض اپنی
راستبازی دکھانے کے لئے ادا کرتے تھے تاکہ لوگ ان کو
راست باز جانیں۔

ایک تمثیل

استاد کامل مسیح یسوع نے ایک تمثیل ارشاد فرمائی۔
”کہ دو شخص بیکل میں دُعا کرنے گئے۔ ایک فریسی اور دوسرا
محمول لینے والا۔ فریسی کھڑا ہو کر اپنے جی میں یوں دعا
کرنے لگا کہ اے خدا! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ باقی
آدمیوں کی طرح ظالم نے انصاف، نیکوکار یا اس محمول
لینے والے کی مانند نہیں ہوں۔ میں ہفتہ میں دو بار
روزہ رکھتا ہوں اور اپنی ساری آمدنی پر وہ یکی دیتا
ہوں۔ لیکن محمول لینے والے نے دو رکھڑے ہو کر اتنا
بھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف آنکھ اٹھائے بلکہ چھاتی پیٹ
پیٹ کر کہا اے خدا! مجھ گنہگار پر رحم کر۔“

یہ تم سے کہتا ہوں کہ یہ شخص دوسرے کی نسبت استباز
ٹھہر کر اپنے گھر گیا۔ کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا۔ وہ
چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا۔ وہ
بڑا کیا جائے گا۔ (انجیل لوقا ۱۸ باب ۱۰ تا ۱۴ آیت)

مسیح خداوند نے مذہبی ریاکاری اور ظاہر داری کی عبادت کے مقابلہ میں باطنی پاکیزگی کو افضل قرار دیا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ:-
 ”خبردار اپنے راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں۔“
 ”اور چپ تم دعا کرو تو ریاکاروں کی مانند نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خالوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کو دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو دعا کرے تو اپنی کوٹھڑی میں جا۔ اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا کر۔ اس صورت میں تیرا باپ (خدا) جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔ اور دعا کرتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کر دو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سُننی جائے گی۔ پس ان کی مانند نہ بنو۔ کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو۔“

(انجیل متی ۶ باب ۱۵ تا ۸ آیت)

انسانی ہمدردی

دورِ حافرو میں خدا کی ہستی کا انکار اور مادہ پرستی کا رواج عام ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں ایسی کمیونسٹ قویں موجود ہیں جو مادہ پرست ہیں اور وہ اعلانیہ خدا کی ہستی، خدا کے کلام، الہام، نبوت و رسالت اور الہی معجزات کو محض ایک وہم، دل لگی اور لطیفہ خیال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں صرف انسانی حقوق انسانی آزادی اور انسانی ہمدردی کے قانون ہیں۔ وہ کسی فوق القطریت ہستی کے قائل نہیں۔ ان کے ہاں گناہ اور راست بازی کی امتیاز کے لئے کوئی شریعت نہیں ہے۔ ایسے لوگوں پر اُن کی بے دینی کی وجہ سے کسی وقت بھی کوئی غضب الہی نازل ہو سکتا ہے۔ جیسے حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ہوا۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے ہم خیال لوگوں بلکہ نسل انسانی کے لئے جذبہ محبت کا دھڑلے کرتے ہیں۔ ان کی دوکان سے خالص اٹا خالص گھی خالص دودھ اور دیگر اشیائے خوردنی اور خالص ادویات دستیاب ہیں۔ حالانکہ وہ خدا کے منکر اور طاقت اور جنگ کے ذریعہ اپنے مسائل اور حقوق کا تحفظ ان کا نصب العین ہے۔ انسانی تحریک ان کے ہاں ارزاں ہے تاہم انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اُن

مے بعض اخلاقی اصول قابل تعریف ہیں۔ وہ لوگ اپنے ملک کی اقتصادی صنعتی اور معاشی ترقی کے لئے ایسی محنت اور لگن سے کام کرتے ہیں گویا کہ وہ مشین کے پُرزے ہیں۔

لیکن جو لوگ دین حق کا دعوے کرتے ہیں کہ ہمارا دین کامل ہے۔ ہمارا دین ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ بے مثل ہے۔ قابل تعریف ہے۔ قابل تعظیم ہے۔ عوام کے چہروں سے اپنی مذہبی معصومیت عیاں ہے۔ لیکن اگر ان کے ہاں گناہ کبیرہ و صغیرہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہو۔ جرائم کے سالانہ اعداد و شمار میں اضافہ ہی اضافہ ہو رہا ہو۔ جہاں اقتصادی بدحالی اور لاپرواہی، غنا و کدورت اور اس قسم کی کئی ذہنی بیماریاں عام ہوں۔ ان کے متعلق دنیا کیا رائے قائم کرے گی؟ جہاں چور یا زاری سینہ زوری بے دریغ ہو۔ جہاں انسانی ہمدردی اور اخوت کا خون بہہ رہا ہو۔ جہاں اشیائے خوردنی مثلاً خالص آٹا خالص دودھ خالص گھی اور خالص ادویات تک کم یا بے ہوں۔ کاروبار میں سچائی صاف گوئی نہ ہو۔ جہاں ہر کام میں لاپرواہی اور غیر ذمہ داری پائی جاتی ہو۔ جہاں ملکی سالمیت اور ملکی عزت و وقار کا جذبہ فوت ہو چکا ہو۔ جہاں دھوکا بازی، چوری ڈاکہ زنی عام ہو۔ دہاں اگر انسانی ہمدردی، انسانی اخوت، انسانی حقوق کے تحفظ اور آزادی

کا دعوے کیا جائے تو ہمارا خدا ہم کو کیا صلہ دے گا؟

اقتباس نمبر ۱

نقل از "الفرقان" ربوہ ماہ نومبر صفحہ نمبر ۱۱ کا لم نمبر ۲
"دنیا میں شاید ہمارے معاشرے جیسا کوئی دوسرا معاشرہ نہ ہو۔ جہاں اشیائے خوردنی تک خالص نہ ملتی ہوں۔ جہاں ادویہ تو کجا زہر تک خالص نہیں ملتا یہاں جو چیز ملتی ہے ناخالص ملتی ہے۔ یہاں ہر جنس جنس کا سد ہے۔ بچوں کو خالص دودھ نہیں ملتا۔ بیماروں کو خالص دوا نہیں ملتی۔ جوانوں کو خالص غذا میسر نہیں آتی۔ پھر بھی ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔"
(روزنامہ امروز ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۷ء)

اقتباس نمبر ۲

نقل از روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۵ دسمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۱ کا لم نمبر ۱
"آج ہم زندگی کے جس شعبہ پر بھی نظر ڈالتے ہیں ہمیں غیر اسلامی اقدار و شعائر کی اس قدر بھرمار نظر آتی ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ مگر، فریب، منافقت، بے حیائی، مراہمت

بدکرداری، رشوت، بدعنوانی، سنگسار، چوربازاری، ڈکیتی،
دہزنی، قتل، چوری اور دوسری اخلاقی برائیاں اس انداز
سے پھیلتی جا رہی ہیں جس کے پیش نظر یہ سوچنا پڑتا
ہے کہ ہم کس تباہی کی جانب جا رہے ہیں؟

پڑوسی

خدا پرستی، عبادت، ریاضت اور مذہبی رسومات کی تعمیل محض
اعمالِ حسنہ کے حصول کی خاطر تعلیم کئے جاتے ہیں۔ تاکہ دنیا
میں خدا کے نیک اور راست باز لوگوں کے وسیلہ راست بازی
سچائی، اخوت، ہمدردی، محبت، عدل و انصاف اور معاشی اور
اقتصادی خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ خدا کے سامنے انسان کی
محبت کا ثبوت اور رو عمل یہ ہے کہ وہ بنی نوع انسان سے
بلکہ خدا کی مخلوق سے بھی محبت رکھے۔ فی الحقیقت اگر ہم
روحانی اور اخلاقی اصولوں کے حصول کی خاطر کسی مذہب کو
قبول کرتے ہیں تو پھر ہمارا فلسفہ حیات اور نظام حیات
رضائے الہی کے عین مطابق ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ہماری
مذہبی مہرگرمیاں محض ریاکاری، ظاہر داری، نفس پرستی، خود غرضی
رشوت خوری، چوربازاری، بددیانتی اور ذاتی مفاد پرستی ہوں۔

تو ہمارا فلسفہ حیات ہماری ذات کے لئے کسی وقت بھی باعث
نقصان ہوگا۔ کیونکہ ہماری زندگی از خود ایک اچھے یا برے
نظام حیات اور فلسفہ حیات کا مظاہرہ کرتی ہے۔
آئے دن ہمسایہ اور پڑوسیوں کے درمیان شکوک و
شہات لڑائی جھگڑے۔ خون خرابے۔ مقدمہ بازی کی شکایات
سننے میں آرہی ہیں۔ جیلیں جیلوں سے بھری پڑی ہیں۔
عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار ہے۔ تحصیلوں اور ضلع کچہریوں
میں جاہلین تو ایسا معلوم ہوگا جیسے ضلع کی ساری آبادی یہاں
پہنچ گئی ہے۔ پولیس چوکیوں عدالتوں اور جیلوں کو دیکھ کر
اور اخبارات میں روزانہ جرائم کی خبریں پڑھ کر ہمیں یہی اندازہ
ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں پڑوسیوں کو اپنے پڑوسیوں سے
کتنی محبت ہے؟ کتنی ہمدردی ہے؟ شریعت کا حکم پڑوسی
کے لئے یہ ہے :-

”تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔ تو
اپنے پڑوسی کی بیوی کا لاپچ نہ کرنا نہ اس
کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل
اور اس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی
اور چیز کا لاپچ کرنا۔“

(نقل از کتاب شریعت خروج ۲۰ باب ۱۶-۱۷ آیت ۱)

میں حصول تعلیم کے لئے بھیجا۔ اس کو گئے ہوئے ابھی ایک ہی سال گزرا تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی والدہ کا اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ میرے اور میرے بچوں کے لئے یہ ایک بے پناہ صدمہ تھا۔ غیر ملک میں مقیم میرے بیٹے کو اپنی والدہ سے بے حد محبت تھی۔ جب اس کو اپنی والدہ کے انتقال کی خبر ملی تو وہ بڑا دیگر ہوا۔ اس نے ارادہ کیا کہ میں واپس وطن جا کر اپنی والدہ کی قبر پر پھول چڑھاؤں گا۔ چنانچہ اس نے اگلے سال دو ماہ کی تعطیلات کے دوران ایک فیکٹری میں دن رات خوب محنت مشقت کر کے اپنے لئے کرایہ جمع کیا۔ بطور سٹوڈنٹ اسے PIA کی طرف سے کرایہ میں بھی کافی سہولت مل گئی۔ خدا خدا کر کے وہ وطن واپس آیا۔ اس نے اپنی والدہ کے لئے بیحد آہ و نالہ کیا۔ اگلے دن وہ اپنی والدہ کی قبر پر پھول چڑھاتے وقت بھی زار زار روتا رہا۔ تاہم اس کے دو سال بعد گھر آنے سے میں اور میرے بچے خوش تھے۔ میرے بیٹے کو گھر پہنچے ابھی تیسرا ہی دن تھا کہ میرے ایک کلیگ اور اس کے غیر ملک میں مقیم ایک بیٹے جو میرا شاگرد بھی رہ چکا تھا، کی بھوٹی رپورٹ کی وجہ سے ہمارے مکان پر چھاپہ مارا گیا۔ میں اور میرا وہی بیٹا دونوں حراست میں لے لئے

گئے۔ اس وقت ہماری پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لوگوں کا ایک ہجوم ہمارے مکان کے سامنے ہمارا تماشا دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد مجھے اور میرے بیٹے کو سخت گرمی کی شدت میں ایک ماٹ کالی کوٹھڑی میں گذارنی پڑی۔ یہ سب کچھ میرے اس کلیگ استاد کی مہربانی کا کرشمہ تھا۔ کیونکہ اس کو میرے ساتھ کوئی خاندانی دشمنی عناد اور کدورت تھی۔ میرے کلیگ نے اپنے ادارہ کے بااثر اقدار اعلیٰ شخص کے اشارہ سے ہمارے خلاف یہ سارا مسودہ تیار کیا تھا۔ پھر اس نے اپنے غیر ملک میں مقیم بیٹے کو انتقامی کارروائی کیلئے اکسایا چنانچہ اس نے ہمارے خلاف بھوٹی رپورٹ بھیج دی۔ اس کے علاوہ میرے اس کلیگ نے ہر لحاظ سے ہمیں کچلنے کی سرگرمیاں تیز سے تیز تر کر دیں۔ اور ہمارے خلاف گھر گھر جا کر غلط پہلایکٹنڈہ شروع کر دیا۔ چنانچہ تین ماہ تک ہمیں بے حد پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمارا خاندانی آرام و سکون اس شخص نے حرام کر دیا۔ لیکن میں اپنے خدا کے حضور تین ماہ تک صبح و شام رو کر دعا کرتا رہا۔ کلیساؤں میں ہمارے لئے دعائیں ہوتی رہیں۔ رشتہ داروں اور مسیحی اور مسلمان دوستوں کے لئے ہمارا یہ معاملہ سخت تشویش کا باعث بن گیا۔ لیکن وہ وقت بھی قریب آ گیا۔ جب میرے خدا نے میری دعاؤں کا جواب دے دیا۔ چنانچہ ایک نیکاد دل خاتون مرحومہ کے مشورہ سے ایک مرد مومن ہمارے

لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوا۔ یوں خدا نے اپنا پاک ہاتھ بڑھا کر ہمیں اس بڑی مصیبت سے خلاصی بخشی۔

آپ غور کریں کہ میرے اس کپیگ پڑوسی کا فلسفہ حیات کیسا تھا؟ اور اس نیک دل خالق مرحومہ اور اس مرد مومن فرشتہ رحمت شخص کا فلسفہ حیات کیسا تھا؟ کیا میرے پڑوسی نے کسی اخلاقی یا آسمانی شریعت کا لحاظ کیا؟ یہ ممکن ہے کہ میرا یہ پڑوسی بڑا دعا گو ہو۔ پرہیزگار ہو بڑا مخیر ہو۔ روزے رکھتا ہو۔ قربانی کرتا ہو۔ اسکی راستبازی کی بعض لوگ تعریف بھی کرتے ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کے متعلق اس کا فلسفہ حیات کیسا تھا؟

بے شمار لوگ ایسے ہیں جو کسی مذہب کے مدح اور شریعت کے تو بڑے پابند ہیں۔ لیکن ان کی عملی زندگی اپنے پڑوسیوں اور مذہب کے لئے بدنامی اور وبال جان بنی ہوئی ہے۔ میرے دوستوں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ خدا ہر شخص کے جذبات، خیالات، ارادوں اور اس کی ایک ایک حرکات و سکنات کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے۔ خدا کے کلام میں یوں لکھا ہے کہ محبت اپنے پڑوسی سے عہری تہی کرتی، (روم ۱۰: ۱۰) "جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے۔ وہ نعوئی ہے" (۱۔ یوحنا ۳ باب ۱۵ آیت ۱)

ایک حمل ڈاکو

کئی سال پیشتر کی بات ہے۔ جب میں نے ایک فلم سنا اشتہار پڑھا تھا۔ اس پر لکھا تھا "رحم دل ڈاکو" اشتہار میں ایک ڈاکو کو گھوڑے پر سوار ایک ہاتھ سے تلوار پھرتے اور دوسرے ہاتھ سے ایک چھتی چلاتی خوبصورت لڑکی کو اٹھائے ہوئے اور گھوڑا تیز دوڑاتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس ڈاکو کی یہ صفت تھی کہ دن ہو یا رات وہ اپنے چند خوشوار دوستوں کے ساتھ مل کر لوگوں کے گھروں اور دوکانوں پر ڈاکہ ڈال کر ان کا مال و ثمن لوٹ لیتا تھا۔ اور جو شخص بھی اس کا مقابلہ کرتا تھا۔ وہ اسے جان سے مار ڈالتا تھا۔ لیکن اس میں رحم دلی کی یہ خوبی تھی کہ وہ ایک غریب، بیوہ عورت اور اس کے کنبہ کی پرورش کرتا تھا۔ اس کو اپنی لوٹ مار کے مال میں سے بطور خیرات مدد دیتا تھا۔ جیسے آج کل بھی یہ دستور ہے کہ چور ڈاکو خونی رشوت خور اور بلیکی وغیرہ داتا دربار جاکر دان اور خیرات کرتے ہیں۔ اور غریب مساکین اور بزرگوں کی دعائیں لے کر چلے جاتے ہیں۔ لیکن اپنے کاروبار میں ہر فرقہ نہیں آنے دیتے۔ ایسے لوگوں کے فلسفہ حیات کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

ریا کاری اور راستبازی

بعض لوگوں کی ظاہری راست بازی بڑی خوبصورت نظر آتی ہے۔ اُن کے چہروں سے بڑی دلکش مذہبی معصومیت ٹپکتی ہے۔ لیکن ورپردہ وہ مذہب کی اڑ میں خوب کمائی اور لوٹ مار کرتے ہیں۔ مذہب کو ناجائز نفع کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یتیم خانوں کی مدد کے لئے جعلی رسیدیں اور ایبلین گھر گھر لئے پھرتے ہیں۔ اور خدمت خلق کے نام پر پیسہ بٹورتے ہیں۔ بعض لوگ یتیم بچوں کو کوئی صنعتی ہنر سکھانے کی بجائے انہیں بھیک مانگنے کی ادلے ترین تربیت دیتے ہیں۔ کسی گرجا گھر یا مسجد کی تعمیر یا مرمت کے اخراجات کے لئے جعلی ایبلین اور پردانے حاصل کر لیتے ہیں۔ اور اُس چنڈہ کو ذاتی تصرف میں لاتے ہیں۔ بعض لوگ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اغوا کر لیتے ہیں۔ پھر بڑی بڑی رقموں کے عوض ان بچوں کو واپس کرتے ہیں یا ان کو دوسرے لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ یوں وہ ان بچوں کے والدین کی زندگی ماہی بے آب بنا دیتے ہیں۔ لیکن ان کو اغوا شدہ بچوں اور ان کے والدین پر ذرا ترس نہیں آتا۔ سمندر پار یا غیر ممالک میں ملازمت کے فریب میں لوگوں کو اعلانیہ لوٹتے ہیں۔

دھوکا فریب بعض کی غذا بن چکا ہے۔ اپنے ہمسایہ کے خلاف بھڑکی گواہی اور چھوٹے مقدمات چلانا عام ہے۔ کئی سکوپچ کوئی گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ غلط افواہیں پھیلا نا اور غلط بیانی کرنا کوئی جرم نہیں خیال کیا جاتا۔ صاف گوئی کا رواج کم ہے۔ ملکی امن کی خدائی، حاکم وقت اور افسران اعلیٰ کے خلاف تحریبی کارروائیوں سے باز نہیں آتے۔ رشوت اور لوٹ مار عام ہے۔ پھر بھی ایسے لوگوں سے جب پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ جھٹ بڑی دلیری سے اپنے مذہب کا نام لیتے ہیں۔ ایسے لوگ مذہبی رسومات میں بھی بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

کسی قوم کے افراد کا باہمی رشتہ محبت اور اتحاد ان کے ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے ایک مشینری کا ساحل ہوتا ہے۔ اگر کسی مشین کا ایک پرزہ بھی ساکن ہو جائے یا اپنی صحیح حرکت چھوڑ دے تو ساری مشین ناکارہ اور سارا کام ادھورا رہ جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی قوم کے افراد اپنی اخلاقی اور روحانی تدروں کے فلسفہ حیات کے عظیم نظریہ اور مقصد کو ترک کر دیں تو آپ خود فیصلہ کریں کہ اس ملک اور قوم کا کیا انجام اور حشر ہوگا؟ کسی قوم کی غلامی اور آزادی کے تحفظ کے اسباب اور دار و مدار اس

کے اخلاقی اصولوں اور فلسفہ حیات پر منحصر ہے۔ خاندانوں اور قوموں کے عروج و زوال کا انحصار اُن کے حسین اخلاقی اصولوں اور فلسفہ حیات پر مبنی ہے۔

رومی قوم کو زوال کیوں آیا؟
فرعون قوم کا شیرازہ کیوں بکھر گیا؟
چنگیز خاں کی ناکامی کی وجوہات کیا تھیں؟
آپ یہی کہیں گے کہ اس نے محض ظلم و تشدد اور تلوار اور کشت و خون کو ہی اپنی کامیابی کا اصول اور فلسفہ حیات قرار دیا تھا۔

ایک رحمدل بادشاہ

استاد کامل نے اپنے شاگردوں کو ایک رحم دل بادشاہ کی کہانی بتائی۔

”پس آسمان کی بادشاہی اس بادشاہ کی مانند ہے جس نے اپنے لاکروں سے حساب لینا چاہا۔ اور جب حساب لینے لگا تو اس کے سامنے ایک قرض دار حاضر کیا گیا۔ جس پر اس کے دس ہزار ٹوڑے آتے تھے مگر چونکہ اس کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ تھا اس لئے اس

کے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اس کی بیوی اور بچے اور جو کچھ اس کا ہے سب بیچا جائے۔ اور قرض وصول کر لیا جائے۔ پس لاکر نے گیر کر اسے سجدہ کیا اور کہا۔ اے خداوند! مجھے مہلت دے۔ میں تیرا سارا قرض ادا کروں گا۔ اس لاکر کے مالک نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ اور اس کا قرض بخش دیا۔ جب وہ لاکر باہر نکلا تو اس کے ہم خدمتوں میں سے ایک (لاکر) اس کو ملا۔ جس پر اس کے سودینار آتے تھے۔ اس نے اس کو پکڑ کر اس کا گلا گھونٹا اور کہا۔ جو میرا آتا ہے ادا کر دے۔ پس اس کے ہم خدمت نے اس کے سامنے گیر کر اس کی منت کی اور کہا مجھے مہلت دے۔ میں تجھے ادا کروں گا۔ اس نے نہ مانا بلکہ جا کر اسے قید خانے میں ڈال دیا کہ جب تک قرض ادا نہ کر دے قید رہے۔ پس اس کے ہم خدمت یہ حال دیکھ کر بہت غمگین ہوئے۔ اور آکر اپنے مالک (بادشاہ) کو سب کچھ جو ہوا عطا سنا دیا۔ اس پر اس کے مالک نے اس (لاکر) کو پاس بلا کر اس

سے کہا۔ اے شہر پر لڑکر! میں نے وہ سارا قرض تجھے اس لئے بخش دیا کہ تو نے میری منت کی تھی۔ کیا تجھے لازم نہ تھا کہ جیسا میں نے تجھ پر رحم کیا ہے تو بھی اپنے ہم خدمت پر رحم کرتا؟ اور اس کے مالک (بادشاہ) نے حقا ہو کر اس کو جلا دوں کے حوالہ کیا کہ جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے قید رہے۔ میرا آسمانی باپ (خدا) بھی تمہارے ساتھ اسی طرح کرے گا۔ اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بمعافی کو دل سے معاف نہ کرے۔“

(انجیل متی ۱۸ باب ۲۳ تا ۳۵ آیت)

استاد کامل کی تعلیم یہ نہیں کہ جیسا لوگ تمہارے ساتھ سلوک کرتے ہیں تم بھی ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو۔ بلکہ اس کے برعکس اس کی افضل تعلیم یہ ہے کہ بھلائی نیکی محبت رحم اور معافی کی ابتدا کا پہلا قدم تم اٹھاؤ۔ اس کا حکم یہ ہے۔

”جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی ان کے ساتھ ویسا ہی کرو۔

اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت

رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔“
(انجیل لوقا باب ۳۱ تا ۳۳ آیت)

معافی کی دعا

استاد کامل کا فلسفہ حیات محبت، خدمت، رحم اور معافی کے پاکیزہ اصولوں پر مبنی تھا۔ نہ صرف اس نے لفظی طور پر اپنے دشمنوں کو دل سے معاف کرنے کی تعلیم دی بلکہ جب وہ خود اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے مصلحتوں کو مصلوب کیا گیا اور جان کنی کے وقت صلیب کی اذیتوں میں مبتلا تھا عین اس وقت اس نے اپنے مصلوب کرتے والوں کے حق میں معافی کی دعا کی۔ یوں لکھا ہے کہ :-

”جب وہ اس جگہ پر پہنچے جسے کسوٹری کہتے ہیں تو وہاں اسے (یعنی یسوع مسیح کو) مصلوب کیا۔ اور بدکاروں کو بھی ایک کو دہنی اور دوسرے

کو بائیں طرف - یسوع نے کہا - اے باپ! ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔
(انجیل لوقا ۲۳ باب ۳۴ آیت)

پطرس کی گواہی

پطرس جو مسیح یسوع کا شاگرد تھا - اس کی گواہی یوں ہے کہ :-

”مسیح بھی تمہارے واسطے دکھ اٹھا کرتے ہیں ایک نمونہ دے گیا ہے۔ تاکہ تم اس کے نقش قدم پر چلو۔ نہ اس نے گناہ کیا اور نہ اس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا۔ بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا۔ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جلیں اور اسی کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی۔“

(۱۔ پطرس ۲ باب ۲۱ تا ۲۴ آیت)

۲۔ فلسفہ تعلیم استادِ کامل

بہاری وعظ

مسیح یسوع استادِ کامل کا فلسفہ تعلیم نہایت اعلیٰ اور عجیب تھا۔ اس کا طریقہ اور فلسفہ تعلیم محض لفظی اور خشک نہ تھا۔ بلکہ وہ ہمیشہ اپنے گرد جمع ہونے والی بھینٹ کے ساتھ گہری محبت کا جذبہ رکھتا تھا۔ وہ اپنا محبت بھرا لقمہ بٹھا کر بیماروں کو شفا دیتا تھا اور پھر ان کو اخلاقی اور روحانی فلسفہ حیات کی ایسی اعلیٰ تعلیم دیتا تھا۔ جو سننے والے کے دل یاطن اور روح پر اثر انداز ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جہاں کہیں بھی وہ جاتا لوگوں کی بھینٹ اس کے گرد جمع ہو جاتی تھی۔ انجیل مقدس میں یوں لکھا ہے :-

”اور یسوع تمام گلیل میں پھرتا رہا۔ اور ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہی کی خوشخبری کی منادی کرتا۔ اور

لوگوں کی ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری دور کرتا رہا۔ اور اس کی شہرت تمام یہودیہ میں پھیل گئی۔ اور لوگ سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں میں گرفتار تھے اور ان کو جن میں بدروحیں تھیں اور مرگی والوں اور مغلوں کو اس کے پاس لائے اور اس نے ان کو اچھا کیا اور گلیل اور دیکس اور یروشلم اور یہودیہ اور یردن کے پار سے بڑی جمیٹ اس کے پیچھے ہوئی۔ اور وہ اس جمیٹ کو دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب بیٹھ گیا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آئے اور وہ اپنی زبان کھول کر ان کو یوں تعلیم دینے لگا۔

مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں۔
کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔
مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔
مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔

مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔

مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔
مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔
مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔
مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے سبب ستائے گئے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔

جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے۔ اور ہر طرح کی بڑی باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے۔ تو تم مبارک ہو گے۔

(انجیل متی ۴ باب ۲ تا ۵ باب ۱۱ آیت)

”تم زمین کے نمک ہو۔“

(انجیل متی ۵ باب ۱۳ آیت)

”تم دنیا کے نور ہو۔“

(انجیل متی ۵ باب ۱۴ آیت)

”اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے

چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر
تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تعجید کریں۔
(انجیل متی ۵ باب ۱۶ آیت)

سابقہ کتب مقدسہ

”یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں
کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں
بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ
کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ
جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے
ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ
ہو جائے۔“

(انجیل متی ۵ باب ۱۷-۱۸ آیت)
سابقہ الہامی کتابوں کو پڑھ کر دیکھیں کسی بھی
لاحق نبی نے کبھی بھی کسی سابقہ الہامی کتاب
کو متردک یا منسوخ قرار نہیں دیا۔ اور نہ اُن پر
تحریف و تبدل کا فتویٰ لگایا ہے۔ کیونکہ خدا لا تبدیل
ہے۔ لہذا خدا کا کلام بھی لا تبدیل ہے۔

کسی سابقہ الہامی کتاب پر تحریف و تبدل یا متردک و
منسوخ کا فتوٰ لگنا خلاف نبوت ہے۔ پولس رسول
نے لکھا ہے۔

”ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے۔ تعلیم
اور الزام اور اصلاح اور راست بازی میں
تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے۔
تاکہ مرد خدا کا مل بنے۔ اور ہر ایک نیک کام
کے لئے بالکل تیار ہو جائے۔“
(۲۔ تیمتھیس ۳ باب ۱۶-۱۷ آیت)

خون نہ کرنا

”تم سُن چکے ہو..... خون نہ کرنا.....
لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی
اپنے بھائی پر غصہ ہوگا وہ عدالت کی
سزا کے لائق ہوگا..... جو
اس کو احمق کہے گا وہ آگ کے جہنم کا
مزاوار ہوگا۔“

(انجیل متی ۵ باب ۲۱، ۲۲ آیت)

اگر قربانی دو

”اگر تو قربان گناہ پر اپنی نذر گزارتا ہو۔ اور
وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو جھ سے
کچھ شکایت ہے تو وہیں قربان گناہ کے آگے
اپنی نذر پھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی
سے ملاپ کر۔ تب آکر اپنی نذر گزراں۔“
(انجیل متی ۵ باب ۲۳، ۲۴ آیت)

صلح کرو

”جب تک تو اپنے مدعی کے ساتھ راہ میں ہے
اس سے جلد صلح کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ
مدعی تجھے منصف کے حوالے کر دے اور منصف
تجھے سپاہی کے حوالہ کر دے اور تو قید خانہ میں
ڈالا جائے۔“

(انجیل متی ۵ باب ۲۵ آیت)

بُری خواہش

”تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن
میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری
خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل
میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔“
(انجیل متی ۵ باب ۲۸، ۲۹ آیت)

طلاق

”جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی
اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کرتا
ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے
وہ زنا کرتا ہے۔“ (انجیل متی ۵ باب ۳۲ آیت)

قسم

”پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ

جھوٹی قسم نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔۔۔۔۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو۔ کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی ہے۔“
(انجیل متی ۵ باب ۳۳، ۳۴، ۳۵ آیت)

بدلہ

”تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شعور کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔“
(انجیل متی ۵ باب ۳۸، ۳۹ آیت)

پڑوسی

”تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے

محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو۔“
(انجیل متی ۵ باب ۳۳، ۳۴ آیت)

آسمانی آگ

”جب۔۔۔۔۔ اس نے یروشلم جانے کو کمر باندھی اور اپنے آگے قاصد بھیجے۔ وہ جا کر سامریوں کے ایک گاؤں میں داخل ہوئے تاکہ اس کے لئے تیاری کریں۔ لیکن انہوں نے اس کو ٹھکنے نہ دیا۔ کیونکہ اس کا رخ یروشلم کی طرف تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے شاگرد یعقوب اور یوحنا نے کہا اے خداوند کیا تو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں بھسم کر دے۔ جیسا ایلیاہ نے کیا؟ مگر اس نے پھر انہیں جھڑکا اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کیسی روح کے ہو۔ کیونکہ ابن آدم (یسوع) لوگوں کی جانیں برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا۔ پھر وہ کسی اور

گھاؤں میں چلے گئے۔“
(انجیل لوقا ۹ باب ۵۴ تا ۵۶ آیت)

خادم بنو

”جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے
اور جو تم میں اڈل ہونا چاہے وہ سب کا غلام
بنے۔ کیونکہ ابن آدم بھی اس لئے نہیں آیا
کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے۔ اور
اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔“
(انجیل مرقس ۱۰ باب ۴۳ تا ۴۵ آیت)

توریت میں بڑا حکم

”ایک عالم شرع نے آزمانے کے لئے اس سے
پوچھا۔ اے استاد توریت میں کونسا حکم بڑا ہے؟
اس نے اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے
اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی
ساری نقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی

ہے۔ اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے
پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں
پر تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔“
(انجیل متی ۲۲ باب ۳۵ تا ۴۰ آیت)

حکومت اور خدا کا حق

”اور انہوں نے آکر اس سے کہا اے استاد ہم
جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا
کیونکہ تو کسی آدمی کا طرفدار نہیں بلکہ سچائی سے
خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے۔ پس قیصر کو جزیہ دینا
روا ہے یا نہیں؟ ہم دیں یا نہ دیں؟ اس
نے ان کی ریاکاری معلوم کر کے ان سے کہا۔ تم
مجھ کو کیوں آزماتے ہو؟ میرے پاس ایک دینار
لاؤ کہ میں دیکھوں۔ وہ لے آئے۔ اس نے ان سے
کہا یہ صورت اور نام کس کا ہے؟ انہوں نے
اس سے کہا قیصر کا۔ یسوع نے ان سے کہا
جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا
کرو۔“ (انجیل مرقس ۱۲ باب ۱۳ تا ۱۷ آیت)

راستی بازی

”خبردار اپنے راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں ہے۔“

(انجیل متی ۶ باب ۱ آیت)

شریعت پاک اور بے عیب ہے۔ لیکن شریعت کے سخت سے سخت قانون اور شریعت کی سخت سے سخت سزا کا خوف مثلاً آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور خون کے بدلے خون کسی شخص اور کسی قوم کی باطنی اخلاقی اور روحانی اصلاح نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ کسی اخلاقی قانون کی پشت پر ایک روحانی اور باطنی پاکیزگی کا اصول کارفرما نہ ہو۔ کیونکہ ہمارے اعصاب جسمانی اور حواس خمسہ ہماری باطنی پاکیزگی اور روح کا آلہ کار اور ذریعہ اظہار ہیں۔ اس لئے کامل یسوع مسیح کا ارشاد ہے :-

”جو کچھ آدمی میں سے نکلتا ہے۔ وہی

آدمی کو ناپاک کرتا ہے۔ کیونکہ اندر سے یعنی آدمی کے دل سے بُرے خیال نکلتے ہیں۔ حرام کاریاں۔ چوریاں۔ خونریزیاں، زنا کاریاں لالچ۔ بدیاں۔ مکر۔ شہوت پرستی۔ بدنظری بدگوئی۔ شہینچی۔ بے وقوفی۔ یہ سب بُری باتیں اندر سے نکل کر آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔“

(انجیل مرقس ۷ باب ۲۰ تا ۲۳ آیت)

ریا کاری

خداوند یسوع مسیح نے فرمایا :-

”اے ریاکار فقیہ اور فریسیو تم پر افسوس ! کہ یو دینہ اور سولف اور زیرہ پر تو وہ کی دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو۔ جو ٹپھروں کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو۔“

(انجیل متی ۲۳ باب ۲۳-۲۴ آیت)

باطنی پاکیزگی

”اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپیر، بیترکاری سے پھرے ہیں۔ اے اندھے فریسی! پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کر تاکہ اوپر سے بھی صاف ہو جائیں۔“

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں۔ مگر اندر مردوں کی ہڈیاں اور ہر طرح کی نجاست پھری ہے۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہو۔“

(انجیل متی ۲۳ باب ۲۵ تا ۲۸ آیت)

✱

خیرات

”پس جب تو خیرات کرے تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجھا جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی بڑائی کریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو خیرات کرے تو جو تیرا دہنا لٹھ کرتا ہے اسے اسے تیرا بایاں لٹھ نہ جانے۔ تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔“

(انجیل متی ۶ باب ۲ تا ۴ آیت)

دعا

”اور جب تم دعا کرو تو ریاکاروں کی مانند نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند

کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کو دیکھیں۔ ہیں۔
 تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔
 بلکہ جب تو دُعا کرے تو اپنی کوٹھڑی میں
 جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو
 پوشیدگی میں ہے دُعا کر۔ اس صورت میں
 تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے
 بدلہ دے گا۔ اور دُعا کرتے وقت غیبر
 قوموں کے لوگوں کی طرح ہلکے نہ کرو
 کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے
 سبب سے ہماری سستی جائے گی۔ پس ان کی
 مانند نہ بنو۔ کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے
 سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں
 کے محتاج ہو۔ پس تم اس طرح دُعا کیا کرو
 اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام
 پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ تیری
 مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر
 بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔
 اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو
 معاف کیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں

معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا
 بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہی اور قدرت
 اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین۔
 (انجیل متی ۶ باب ۵ تا ۱۳ آیت)

معافی

”اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے
 تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا
 اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے
 تو تمہارا باپ (خدا) بھی تمہارے قصور معاف
 نہ کرے گا۔“

(انجیل متی ۶ باب ۱۳-۱۵ آیت)

روزہ

”اور جب تم روزہ رکھو تو بپا کاروں کی
 طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ
 اپنا منہ بگاڑتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔

کیونکر کہہ سکتا ہے کہ لائیری آنکھ میں سے
 تنکا نکال دوں ؟
 اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ میں سے تو شہتیر
 نکال - پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے
 کو اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا۔
 (انجیل متی ۷ باب ۱۷ آیت)

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پاچے
 بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تھیں
 ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا
 باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے
 اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں
 دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے سکے گا۔

(انجیل متی ۶ باب ۱۷ آیت)

غیب جوئی

”غیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی غیب جوئی
 نہ کی جائے۔ کیونکہ جس طرح تم غیب
 جوئی کرتے ہو اسی طرح تمہاری بھی
 غیب جوئی کی جائے گی۔ اور جس بییمانہ
 سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے
 ناپا جائے گا۔ تو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ
 کے تنکے کو دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کے
 شہتیر پر غور نہیں کرتا؟ اور جب تیسری
 ہی آنکھ میں شہتیر ہے تو تو اپنے بھائی سے

۳۔ فلسفہ توحید

استاد کامل کا ارشاد ہے کہ :-

”خدا روح ہے اور ضرور ہے کہ اس کے پرستار روح اور سچائی سے پرستش کریں“

(انجیل یوحنا ۴ باب ۲۴ آیت)

فرزندانِ توحید اور اللہ میاں کے پرستاروں کے لئے یہ سادایات سمجھنا بالکل آسان ہے کہ خدا ایک سخت گیر جابر اور زیر دست بادشاہ کی طرح نہیں جس سے ڈر خوف اور دہشت آتی ہو۔ بلکہ ”خدا روح ہے“ ”خدا محبت ہے“ وہ ایک پیار کرنے والا رحیم و کریم خدا ہے۔ وہ فضل سے معمور ہے۔ وہ محبت اور پیار کرنے والے ایک اچھے باپ سے بھی بڑھ

لے توحید الہی سے متعلق ہمارا ایک رسالہ ”فلسفہ وحدت الوجود“ مطالعہ فرما کر اپنے علم میں اضافہ کریں۔
ماسٹر برکت لے جاں وارڈ ۱۱ سیانکوٹ چھاؤنی

کر شفیق ہے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بلکہ اثراتِ مخلوقات سے بے حد محبت ہے۔ کامل اور دانشمند خالق کو اپنی مخلوق بلکہ اثراتِ مخلوقات سے محبت ایک تدریجی امر ہے۔ خدا ہر اچھے اور برے شخص سے محبت رکھتا ہے۔ جیسے ایک ماں اپنے ایک اچھے اور ایک بُرے اور ایک شرابی بیٹے سے بھی محبت رکھتی ہے۔ چنانچہ خدا کسی گنہگار کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔

خدا کے حضور ہم جب چاہیں جا سکتے ہیں۔ وہ ہر وقت ہماری دعا کو سننے اور ہمیں گناہوں کی معافی اور نجات دینے کے لئے تیار ہے۔ وہ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اس کی وحدت بے حد ہے۔ وہ حدود و قیود۔ زمان و مکان سے بالاتر ہے۔ لیکن وقت ضرورت اپنے ظہور و تجسم پر بھی قادر ہے۔ بیشک محدود و مقید شے بے پایاں لا محدود اور لا تشابہ کی غیر نہیں لا سکتی ”لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے“ چنانچہ خدا تعالیٰ نے وقت ضرورت فرعون کی غلامی سے اسرائیل کی رہائی کے لئے حضرت موسیٰ پر آگ کی تجلی میں اپنی ذاتِ الہی کا ظہور فرمایا۔ اور وہ موسیٰ سے ہمکلام ہوا۔ وہ ہر وقت ہماری مدد کے لئے تیار ہے۔ کیونکہ اس کو ہم سے محبت ہے۔ وہ ہر وقت

ہمارے ہر قول و فعل کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت سمیع و بصیر ہے۔ چنانچہ ذات الہی کے متعلق محبتِ یسوعؑ "خدا باپ" کا جو تصور مسیح یسوعؑ نے ہم کو دیا ہے۔ وہ بڑا سادہ، بڑا خوبصورت، بڑا پیارا اور اپنی غمزدہ نوعیت کے لحاظ سے لائق ہے۔ بلکہ ذات الہی کے متعلق اس نے ہمیں ایک نیا انکشاف بخشا ہے۔ کیونکہ اس کی تعلیم اور فرمان سے صاف صاف ظاہر ہے کہ ابتدائے عالم سے ذات الہی کے ساتھ اس کا ایسا گہرا رشتہ اور ذات الہی کے متعلق اس کو ایسا کامل علم ہے جس پر ہمیشہ اس نے فخر کیا اور یہودیوں کی سخت مخالفت کے باوجود اس بات کا اعلان کیا کہ :-

"میں اور باپ (خدا) ایک ہیں۔"

(یوحنا ۱۰ باب ۳۰ آیت ۱)

"میں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔"

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا"

جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا۔"

(انجیل یوحنا ۱۰ باب ۲۸ آیت ۱۰ باب ۱۸ آیت ۱)

ہمارا خدا ہماری تلاش کرتا رہے تاکہ ہماری مدد کرے چنانچہ وہ ہماری نجات کی خاطر لوہیت کی ساری معمولی

سے مجسم ہو کر دنیا میں آیا۔ مسیحی لوگ کسی انسان کو خدا نہیں مانتے بلکہ یہ مانتے ہیں کہ ہمارے محبتِ یسوعؑ خدا نے اپنی ربانی قدرت اور حکمت کے وسیلے ہماری خاطر انسانیت میں ظاہر ہونے سے دریغ نہ کیا۔ اس نے ہماری نجات کے اہم کام میں ہماری مدد کی۔ علامہ اقبال مرحوم کی بھی دلی آرزو تھی کہ کاش ذات الہی کا ظہور مجازی لباس میں ہو جائے۔ کیونکہ میں اسے ہزار ہا سجدے کرنے کیلئے تڑپ رہا ہوں۔ شعر عرض ہے :-

کبھی تو نظر آئے حقیقت منتظر لباسِ مجاز میں !
کہ ہزاروں سجدے تڑپتے ہیں میری جبینِ نیاز میں

صاحب اختیار ثنائی

انجیل مقدس کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مسیح یسوعؑ اپنے کلام اور کام میں ایک صاحب اختیار استادِ کامل ہے۔ وہ زمینی خدمت کے دوران صاحب اختیار کی طرح کلام کرتا تھا۔ اور صاحب اختیار کی طرح بیماروں کو شفاء اور مردوں کو زندگی بخشتا عقارِ سابقہ انبیاء اور

مسیح یسوع کے کام اور کلام میں یہی ایک نمایاں فرق اور خصوصیت ہے۔ انجیل مقدس میں یہ بات صاف لکھی گئی ہے کہ

”وہ ”صاحب اختیار کی طرح ان کو تعلیم دیتا تھا“

(انجیل متی ۷ باب ۲۹ آیت)

اب آپ اس کے شفا بخشنے والے کاموں کا حال پڑھیں اور نور فرمائیں کہ مسیح یسوع کو دکھیوں غریبوں بیماروں اور گنہگاروں سے کتنی محبت ہے؟

”پھر یسوع وہاں سے چل کر گلیل کی جمیل

کے نزدیک آیا اور پہاڑ پر چڑھ کر وہیں بیٹھ

گیا۔ اور ایک بڑی جمیٹ لنگڑوں - اندھوں

گونگوں - ٹنڈوں اور بہت سے اور بیماروں

کو اپنے ساتھ لے کر اس کے پاس آئی

اور ان کو اس کے پاؤں میں ڈال دیا۔

اور اس نے انہیں اچھا کر دیا۔ چنانچہ جب

لوگوں نے دیکھا کہ گونگے بولتے ٹنڈے

تندرست ہوتے اور لنگڑے چلتے پھرتے اور

انبیہ دیکھتے ہیں تو تعجب کیا اور اسرائیل کے خدا

کی بحید کی۔ (انجیل متی ۱۵ باب ۲۹ تا ۳۱ آیت)

”اور وہ ان کے ساتھ اتر کر ہموار جگہ پر کھڑا ہوا اور

اس کے شاگردوں کی بڑی جماعت اور لوگوں کی

بڑی جمیٹ وہاں تھی۔ جو سارے یہودیہ اور

یروشلم اور صور اور صیدا کے۔ کبریٰ کناہ سے

اس کی سننے اور اپنی بیماریوں سے شفا

پانے کے لئے اس کے پاس آئی تھی۔ اور

جو ناپاک رگوں سے دکھ پاتے تھے۔ وہ

اچھے کئے گئے اور سب لوگ اسے چھونے

کی کوشش کرتے تھے کیونکہ قوت اس سے

نکلتی اور سب کو شفا بخشتی تھی۔“

(انجیل لوقا ۶ باب ۱۷ تا ۱۹ آیت)

”اور یوحنا (حضرت یحییٰ) نے قید خانہ

میں مسیح کے کاموں کا حال سن کر اپنے

شاگردوں کی معرفت اس سے پچھوا بھیجا کہ

آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی

راہ دیکھیں؟ یسوع نے جواب میں ان سے

کہا کہ جو کچھ تم سننے اور دیکھنے ہو جا کر

یوحنا سے بیان کر دو کہ اندھے دیکھتے اور

لنگڑے چلتے پھرتے ہیں۔ کوڑھی پاک

تو کوئی اسے مجھ سے پھینتا نہیں بلکہ میں
اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے
دینے کا بھی اختیار ہے اور اسے پھر لینے
کا بھی اختیار ہے۔ یہ حکم میرے باپ سے ملا۔
(انجیل یوحنا ۱۰ باب ۴۲، ۴۵، ۴۷، ۱۸ آیت)

پیشگوئی صلیبی موت

”اور یروشلیم جاتے ہوئے یسوع بارہ
شاگردوں کو الگ لے گیا۔ اور راہ میں ان
سے کہا۔ دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے ہیں۔
اور ابن آدم (یسوع) سردار کا ہنوں اور فقیہوں
کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اس کے قتل
کا حکم دیں گے۔ اور اُسے خیر قوموں کے حوالہ
کریں گے۔ تاکہ وہ اسے ٹھٹھوٹوں میں اڑائیں
اور کوڑے ماریں اور مصلوب کریں اور وہ
تیسرے دن زندہ کیا جائے۔“
(انجیل متی ۲۰ باب ۱۷، ۱۹ آیت)
ایک دوسری جگہ بھی خداوند یسوع مسیح نے

ارشاد فرمایا۔
”کہ ضرور ہے کہ ابن آدم بہت دکھ اٹھائے
اور بزرگ اور سردار کا ہن اور فقیہ سے رد
کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تین دن
کے بعد جی اٹھے۔“

(انجیل مرقس ۸ باب ۳۱ آیت)
خداوند یسوع مسیح کے ایک شاگرد پطرس نے
جب یہ سنا تو اسے الگ لے جا کر اسے ملامت
کرنے لگا کہ خداوند خدا نہ کرے کہ یہ صلیبی واقعہ
تجھے ہمیش آئے۔ لیکن یسوع نے اپنے
شاگردوں کے دُور پطرس کو ”لامنت
کی اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے
دُور ہو کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ
آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔“

(انجیل مرقس ۸ باب ۳۲، ۳۳ آیت)
پطرس کے یہ خیالات اور الفاظ کہ یسوع ”صلیبی
موت کا مزا نہ چکھے۔ یہ شیطان کی طرف سے فتنے۔
پطرس اپنے یسوع کی صلیبی موت کو اس کی کسر
مشان اور اپنی توہین خیال کرتا تھا۔ حالانکہ اس کا

مصلوب ہونا اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھنا
 پطرس اور دنیا کے سب گنہگاروں کے کفارہ اور
 نجات کے لئے ایک اہم اور بے مثل قدرت
 والا معجزہ مضافاً جو از روئے کتاب مقدس سابقہ انبیاء
 کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ اس کے ظہور و
 تجسم اور تولد کا اولین مقصد دنیا کی نجات کے لئے
 صلیبی موت قربانی اور کفارہ تھا۔ آج بھی جو لوگ
 مسیح یسوع کی صلیبی موت کے ایک تواریخی واقعہ کا انکار
 کرتے ہیں۔ اور اس کے خلاف مختلف قصے کہانیاں پیش
 کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ دنیا کی
 نجات کے الہی انتظام اور الہی فلسفہ محبت اور اس
 کی اہل باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اس کی صلیبی موت
 اور جی اٹھنے کی معجزانہ قدرت کے برخلاف خدا کی نہیں بلکہ آدمیوں کی
 من گھڑت کہانیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ مسیح
 یسوع نے ارشاد فرمایا:

”کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو
 بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی
 کے واسطے پہنایا جاتا ہے۔“

انجیل متی ۲۶ باب ۲۸ آیت

یسوع کو پکڑ لیا

”اس وقت یسوع ان کے ساتھ گشتی،
 نام ایک جگہ میں آیا (یہ رات کا وقت تھا)
 اور اپنے شاگردوں سے کہا۔ یہیں بیٹھے
 رہنا جب تک کہ میں دلوں جا کر دعا کروں
 اور پطرس اور زیدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ
 لے کر نمکین ہونے لگا۔ اس وقت اس نے اُن سے
 کہا میری جان نہایت نمکین ہے یہاں تک کہ مرنے
 کی نوبت پہنچ گئی۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ
 جاگتے رہو۔۔۔۔۔ تب شاگردوں کے پاس
 آکر ان سے کہا۔۔۔۔۔ دیکھو وقت آ پہنچا ہے
 اور ابن آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جاتا ہے
 اٹھو چلیں۔ دیکھو میرا پکڑواتے والا نزدیک
 آ پہنچا ہے۔“

وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں
 سے ایک تھا آیا اور اس کے ساتھ ایک
 بڑی بمیڑ تلواریں اور لٹھیاں لئے سردار

کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچی
..... انہوں نے پاس ۲ کر یسوع پر
ہاتھ ڈالا اور اسے پکڑ لیا۔

(انجیل متی ۲۶ باب ۳۶ تا ۴۸، ۵۰، ۵۱ آیت)
”اور یسوع کے پکڑنے والے اس کو کافکا
نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہ اور
بزرگ جمع ہو گئے تھے۔“

(انجیل متی ۲۶ باب ۵۷ آیت)

”جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے
بزرگوں نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اسے
مار ڈالیں اور اسے باندھ کر لے گئے اور
پیلاطس حاکم کے پُرد کیا۔“

(انجیل متی ۲۷ باب ۱ تا ۲ آیت)

”اور چلا چلا کر کہنے لگے کہ اس کو صلیب دی
جائے“ اور پیلاطس نے بار بار کہا کہ میں اس
میں قتل کے لائق کوئی جرم نہیں پاتا۔ پھر
اس نے پانی لے کر ”لوگوں کے ڈوبو اپنے ہاتھ
دھوئے اور کہا کہ میں اس راست باز کے خون
سے بری ہوں۔ تم جانو۔ سب لوگوں نے

جواب میں کہا، اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد
کی گردن پر۔ اس پر اس نے یسوع
کو کوڑے لگا کر حوالہ کیا تاکہ صلیب دی جائے۔
(انجیل متی ۲۷ باب ۲۳ تا ۲۴ آیت)

انہوں نے یسوع کو اس لئے مصلوب کرنے کیلئے
پکڑا تھا کہ اس نے کہا ہے کہ ”میں خدا کا بیٹا مسیح
اور بادشاہ ہوں۔ مسیح یسوع کی ”الہی اہمیت“ اور
”مسیح مصلوب“ مسیحی ایمان کی دو بڑی بنیادی باتیں ہیں۔
بلکہ مسیحی ایمان اور معرفت الہی کے واسطے یہی وہ دو
ضروری باتیں ہیں جو آج بھی یہودیوں اور غیر یہودیوں
کے لئے باعثِ ٹھوکر ہیں۔

مسیح مصلوب

”اور اُس جگہ جو گُلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی
ہے پہنچ کر انھوں نے اسے مصلوب
کیا۔“
(انجیل متی ۲۷ باب ۳۳ تا ۳۵ آیت)
لیکن اس نے اپنے مصلوب کرنے والوں کے لئے
یہ دعا کی۔

"اے باپ ان کو معاف کر۔ کیونکہ یہ جانتے
نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔"
"تیسرے پہر کے قریب --- یسوع نے
پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دیدی۔"
(انجیل متی ۲۷ باب ۵۰ آیت)

"پس سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے
شخص کی ٹانگیں توڑیں جو اس کے ساتھ مصلوب
ہوئے تھے۔ لیکن انھوں نے یسوع کے پاس
آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ
توڑیں مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بجائے سے
اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور
پانی بہہ نکلا۔ جس نے یہ دیکھا اسی نے گواہی دی
ہے۔ اور اس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا
ہے کہ یہ سچ کہتا ہے تاکہ تم بھی ایمان لاؤ۔"
(انجیل یوحنا ۱۹ باب ۳۲ تا ۳۵ آیت)

مسیح کی قبر

"جب شام ہوئی تو یوسف نام ار میتاہ کا ایک
دولت مند آدمی آیا۔ جو خود بھی یسوع کا شاگرد

مقتا۔ اس نے پیلاطس کے پاس جا کر یسوع
کی لاش مانگی۔ اس پر پیلاطس نے دے دینے
کا حکم دیا اور یوسف نے لاش کو لے کر صاف
مہین چادر میں لپیٹا (۵۰) میر عبد شہو وار پینڈیل
لگا کر، اہل اپنی نئی قبر میں جو اس نے چٹان
میں کھدوائی تھی رکھا۔ پھر وہ ایک بڑا پتھر قبر
کے منہ پر لٹھکھا کر چلا گیا۔"

(انجیل متی ۲۷ باب ۵۷ تا ۶۰ آیت)
"مردار کا ہنوں اور قریسیوں نے پیلاطس کے
پاس جمع ہو کر کہا۔ خداوند ہمیں یاد ہے کہ اس
دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا کہ تین دن کے
بعد جی اٹھوں گا۔ پس حکم دے کہ تیسرے دن
ایک قبر کی نگہبانی کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس
کے شاگرد آکر چرائے جائیں اور لوگوں سے کہہ
دیں کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا۔ اور یہ پچھلا
دھوکا پہلے سے بھی بڑا ہو۔ پیلاطس نے ان
سے کہا۔ تمہارے پاس پہرے والے ہیں۔ جہاؤ
جہاں تم سے ہو سکے اس کی نگہبانی کرو۔ پس
وہ پہرے داروں کو ساتھ لے گئے اور پتھر پر

مہر کر کے قبر کی نگہبانی کی :-
انجیل متی ۲۷ باب ۶۳ تا ۶۶ آیت

زندہ مسیح

”اور سبت کے بعد کے پہلے دن (انوار کو) پلو
پہنٹے وقت مریم مگدینی اور دوسری مریم قبر کو
دیکھنے آئیں۔ اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا
کیونکہ خدا کا فرشتہ آسمان سے اترا اور پاس
آکر پتھر کو لٹھکا دیا اور اس پر بیٹھ گیا۔ اس
کی صورت بجلی کی مانند تھی۔ اور اس کی پشتاک
برق کی مانند سفید تھی۔ اور اس کے ڈر سے
نگہبان کانپ اٹھے اور مردہ سے ہو گئے۔
فرشتہ نے عورتوں سے کہا تم نہ ڈرو کیونکہ میں
جاتا ہوں کہ تم یسوع کو ڈھونڈتی ہو۔ جو
مصلوب ہوا تھا۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ
اپنے کہنے کے مطابق جی اٹھا ہے۔ آؤ یہ جگہ
دیکھو جہاں خداوند پڑا تھا۔ اور جلد جا کر اس
کے شاگردوں سے کہو کہ وہ مردوں میں سے

جی اٹھا ہے۔ اور دیکھو وہ تم سے پہلے گلیل کو
جاتا ہے۔ وہاں تم اسے دیکھو گے۔ دیکھو میں
نے تم سے کہہ دیا ہے۔ اور وہ خوف اور بڑی
خوشی کے ساتھ قبر سے جلد روانہ ہو کر اس کے
شاگردوں کو خبر دیتے دوڑیں۔ اور دیکھو یسوع
ان (عورتوں) سے ملا۔ اس نے کہا سلام۔ انہوں
نے پاس آکر اس کے قدم پکڑے اور اسے سجدہ
کیا۔ اس پر یسوع نے کہا ڈرو نہیں۔ جاؤ
میرے بھائیوں کو خبر دو کہ گلیل کو چلے جائیں وہاں
مجھے دیکھیں گے۔“

(انجیل متی ۲۸ باب ۱۰ آیت)

”پھر اسی دن جو ہفتہ کا پہلا دن تھا شام کے
وقت جب وہاں کے دروازے جہاں شاگرد
تھے یہودیوں کے ڈر سے بند تھے۔ یسوع آکر
بیچ میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو اور
یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھوں اور پسلی کو انھیں
دکھایا۔ پس شاگرد خداوند کو دیکھ کر خوش
ہوئے۔ یسوع نے پھر ان سے کہا تمہاری سلامتی
ہو۔ (انجیل یوحنا ۲۰ باب ۱۹ تا ۲۱ آیت)

صعود آسمانی

مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے یوں خطاب کیا۔

”پھر اس نے ان سے کہا۔ یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے تم سے اس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ پھر اس نے ان کا ہن کھولا تاکہ کتاب مقدس کو سمجھیں۔ اور ان سے کہا یوں لکھا ہے کہ مسیح دکھ اٹھائے گا اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے گا۔ اور یروشلیم سے شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے گی۔ تم ان باتوں کے گواہ ہو۔“

..... پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی۔ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا

کہ ان سے جدا ہو گیا۔ اور آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ اس کو سجدہ کر کے بڑی خوشی سے یروشلیم کو لوٹ گئے۔“

(انجیل لوقا ۲۴ باب ۴ تا ۴۸ ر ۵۰ تا ۵۲ آیت ۱)
”یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا۔ اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھ وہ مرد سفید پوشاک پہنے (فرشتے) ان کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے گیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔“
(اعمال کی کتاب اباب ۹ تا ۱۱ آیت)

پطرس کی گواہی

پطرس جو خداوند یسوع مسیح کا ایک شاگرد تھا۔ اس

نے یروشلم شہر میں ان یہودیوں کے رو برو زندہ مسیح
کی گواہی دی جن کی کوشش سے اور جن کے رو برو مسیح
یسوع مصلوب کیا گیا۔

پطرس نے ”اپنی آواز بلند کر کے لوگوں
سے کہا۔ اے یہودیو اور اے یروشلم کے
سب رہنے والو!۔۔۔۔۔“

اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع نامری
ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا
تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں
سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت
تم میں دکھائے۔ چنانچہ تم آپ ہی جانتے
ہو۔ جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور
علم سابق کے موافق پکڑ دیا گیا تو تم نے
بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اسے مصلوب
کر دیا۔ مار ڈالا۔ لیکن خدا نے موت کے
بند کھول کر اسے چلایا۔ کیونکہ ممکن نہ
تھا کہ وہ اس کے قبضہ میں رہتا۔“

(اعمال کی کتاب ۲ باب

۱۴، ۲۲ تا ۲۴ آیت)

انجیل مقدس میں مسیح یسوع کی صلیبی موت
اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھنے کا
سچا واقعہ ترتیب اور تفصیل کے ساتھ موجود
ہے۔ اس کے صلیبی واقعہ میں کسی طرح کے
شک و شبہ کی مطلق کوئی گنجائش باقی نہیں۔

۶

۵۔ مؤثر فلسفہ تعلیم

خداوند یسوع مسیح نے خدا اور انسان کے درمیان
رشتہ محبت کی اشد ضرورت پیش کی ہے۔ اس نے
دوسرے انبیاء کی طرح رسوماتی شریعت پر زور نہیں
دیا۔ بلکہ "شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف
اور رحم اور ایمان" پر زیادہ زور دیا ہے۔ اور ساتھ
ہی اپنی زندگی کے نمونہ اور عجیب کلام کی قدرت کے
زور سے خدا اور انسان کے درمیان رشتہ محبت قائم
کرنے کی راہ ہموار کر دی ہے۔ وہ خدا اور انسان کا
درمیانی ہے۔ اس نے خدا کے ساتھ دنیا کا میل ملاپ
کو دیا ہے۔ کیونکہ "گناہ" خدا اور انسان کے رشتہ محبت
میں خلل اور جدائی پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ خداوند یسوع
مسیح نے اپنے ذاتی جلال اور اپنے کامل اختیار اور
صلیبی موت کی قدرت کے وسیلہ سے گناہ کی اس جدائی
کی دیوار کو جو خدا اور انسان کے درمیان کھڑی تھی اس
کو ڈھا دیا۔ اور اس نے ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنی

جسمانی اور گناہ آلودہ نفسانی خواہشات کو ان کی رغبتوں
سمیت مصلوب کر دیں۔ اس کی ذات میں تمام
انسانوں کے لئے کامل انسانیت کا محبت بھرا پاکیزہ
رشتہ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل الوہیت کا محبت
بھرا حقیقی الہی رشتہ موجود ہے جس کے باعث وہ
خدا اور انسان کا درمیانی بن گیا اور خدا کے ساتھ
میل ملاپ کر دیا۔ اور یوں خدا کی اور انسانوں کی مقبولیت
میں ترقی کرتا گیا۔

اس کی تعلیم خدا اور انسان کے درمیان حضرت
آدم کے وقت سے کھوئے ہوئے رشتہ محبت کی بحالی
کا صرف ایک عمدہ تصور اور خیال ہی پیش نہیں کرتی
بلکہ اس کی تعلیم حقیقت میں انسان کو رحم محبت، قربانی
اور اخلاقی اور روحانی زندگی کا جہنم اور نئی انسانیت کا
شرف بخشنے کے لئے ایک محرک ثابت ہوئی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ آج بھی مسیحی دنیا جنگ، بیماری، قحط
اور سیلاب کے وقت مصیبت زدہ کی مصیبت کیونکہ
اور ان کی فلاح و بہبود کے واسطے اور امن عالم کے فروغ
کی خاطر بلا امتیاز پیش پیش نظر آتی ہے۔
یسوع مسیح کی زندگی کے نمونہ اور تعلیم کی اخلاقی

اور روحانی "خاصیت" نے دنیا کی بڑی بڑی قوموں میں ایسی وضاحت کے ساتھ اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے اور ان کی عقلی، علمی، معاشی اور اخلاقی تہذیب کی نشوونما اور ترقی کو ایسا فروغ بخشا ہے جس کا کوئی ذی عقل شخص انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کی تعلیم ہر ایمان دار کو ایسی اخلاقی اور روحانی خاصیت ایسا حقیقی عرفان اور فلسفہ حیات بخشتی ہے۔ جس سے انسان خدا کی مقبولیت اور معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایک عمدہ نظام حیات سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ اور یہی وہ مسیحی فلسفہ حیات اور مسیحی نظام حیات ہے اصول ہیں۔ جن کی آج بھی ہر ملک اور ہر طبقہ لوگوں کو اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ جس مذہب میں روحانی فلسفہ حیات کے محبت پھرے اصول اچھے ہونگے۔ اس کے نظام حیات کے اصول بھی قابل تعریف ہوں گے۔

خدا تعالیٰ محض کسی شخص کو اس کی مذہبی رسوماتی سرگرمیوں کی وجہ سے نہیں جانچتا اور اور قبول کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ انسان کے دلی ارادوں اور اس کی مرضی اس کی خواہشات اس کے جذبات، خیالات اس کے اخلاقی اور روحانی

امولوں کی بناء پر اس کو جانچتا ہے اور اس کو قبول کرتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم تمام دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے مختلف اور افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ اس کی تعلیم رسومات کی بجائے ایک محبت پھرے مثال مسیحین مقبول عام روحانی اور اخلاقی فلسفہ حیات کی خصوصیات سے منور اور معمور ہے۔



۱۔ فلسفہ حیات استادِ کامل

۱۔ اُستادِ کامل یعنی خداوند یسوع مسیح کی زندگی میں ریاکاری کی راست بازی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کیونکہ اس کی زندگی میں ایک عظیم ترین حقیقی فلسفہ حیات کارِ قریب تھا۔ اس کی اخلاقی سیرت کے محبت بھرے فلسفہ حیات کی جو حقیقی تصویر انجیل مقدس پیش کرتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاف صاف عیاں ہے کہ اس کی زندگی آفتابِ صداقت کی مانند اپنی محبت اور الہی عرفان میں ڈوبی ہوئی تھی اور خدا باپ کی مرضی اس کی زندگی کا دستورِ عمل تھا۔

اس کے خدا یعنی باپ کا کام اس کی زندگی میں کام کرتا تھا۔ خدا باپ کے ساتھ اس کی محبت اور کامل یگانگت اس کی کامل بے گناہی کا باعث تھی۔ وہ ہمیشہ خدا کے نام سے کلام کرتا تھا اور خدا کے نام سے کام کرتا تھا۔ ہمیشہ خدا کے جلال کو ظاہر کرتا تھا۔ یعنی بلحاظ اُلوہیت اس نے اپنی زندگی کو خدا کی زندگی۔ اپنے کلام کو خدا کا کلام اور اپنے جلال کو

خدا کا جلال اور اپنے کاموں کو خدا کے کام بتایا تھا۔ اور بلحاظ اپنی انسانی ذات کوئی کام اپنے نام اور اپنے اختیار سے نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ خدا باپ کا بھیجا ہوا ہے۔ غرضیکہ اس کی زندگی خدا کے عرفان پر مبنی تھی۔ اور وہی عرفان الہی اس کا رہنما تھا۔ وہ ہر گھڑی خدا سے کشف اور حکمت اور قدرت پاتا تھا۔ اس کے اور خدا باپ کے درمیان ایسا گہرا نزویکی اور کامل رشتہ پایا جاتا ہے کہ کوئی الفاظ اسے بیان نہیں کر سکتے۔ سوائے ان الفاظ کے جو خود اس کی زبان مبارک سے نکلے کہ :-

”میں اور باپ (خدا) ایک ہیں“

(یوحنا ۱۰: ۳۰)

خداوند یسوع مسیح کے ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی شخصیت خدا باپ کی شخصیت میں محبت اور اُلوہیت سے معمور تھی۔ اس کی زندگی کا یہی وہ محبت بھرا حقیقی فلسفہ حیات تھا۔ جس کے باعث اس نے خدا اور انسان کی مقبولیت حاصل کی اور آج بھی بعد از دو ہزار سال اسے یہ مقبولیت حاصل ہے۔

۲۔ اس کی تعلیم میں راست بازی کے حصول کے

لئے رسومات اور ریاکاری کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تعلیم ہماری حقیقی راست بازی اور ہماری باطنی پاکیزگی کو بیدار کر دیتی ہے۔ اور یہی حقیقی راست بازی اور باطنی پاکیزگی ہمیں ایسا محبت بھرا حقیقی فلسفہ حیات معرفت، عرفان الہی اور نظام حیات عطا کرتی ہے جس سے ہم خدا اور انسان کی مقبولیت اور خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہی وہ حقیقی محبت اور اخلاقی پاکیزگی کا فلسفہ حیات ہے جو براہ راست ہم کو زندہ مسیح یسوع کی زندگی اور اس کی تعلیم کی روشنی میں حاصل ہوتا ہے۔

انسان مذہبی رسومات کے چکروں میں گم ہو کر زندگی کے مقصد اور فلسفہ حیات کے اخلاقی اصولوں کو بھول جاتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ استاد کامل کے پیش کردہ محبت بھرے فلسفہ حیات کے حصول کی خاطر انجیل مقدس کا مطالعہ کریں۔ اس نے بار بار اعلان کیا کہ میں ذاتی طور پر گنہگاروں کی نجات اور خدا تعالیٰ کے ساتھ میل ملاپ کا دروازہ اور وسیلہ ہوں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ:-

”راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔“

(انجیل یوحنا ۱۴:۶)

”میرا جوا اپنے اوپر اٹھالو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن۔ تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی کیونکہ میرا جوا ملائم ہے اور میرا لوجھ ہلکا۔“

(انجیل متی ۱۱ باب ۲۹ آیت ۱)

خداوند یسوع مسیح نے اپنی زندگی کے نمونہ اور تعلیم کے وسیلہ سے انسان کی ذہنی اور اخلاقی نشوونما کے لئے جو کردار ادا کیا ہے اور محبت بھرے فلسفہ حیات کا جو زندہ نمونہ پیش کیا ہے وہ عالمگیر ہے۔ وہ عظیم اور بے مثال ہے۔ وہ خدا کی معرفت اور عرفان الہی حاصل کرنے کے لئے کافی و دانی ہے۔ اس نے اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو بھی محبت کی راہ میں تمام نسل آدم کیلئے قربانی اور کفارہ کے واسطے پیش کر دیا۔ اور اپنے آپ کو مصلوب کرنے کے لئے خدا کے مذبح کے اوپر رکھ دیا۔ یوں اس نے ہمارے گناہوں کی قیمت ادا کر دی کیونکہ اس کو ہم سے محبت ہے۔ اس کی خوشی یہ ہے کہ ہم اس کے ساتھ مل کر خدا کی مرضی کے کام انجام دیں۔ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”میرا حکم یہ ہے کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔“

اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی
جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے۔“

راہیل یوحنا ۵ ایاب ۱۳، ۱۲ آیت ۱

وہ گنہگاروں کی نجات کی خاطر مصلوب ہوا۔ اس کے کوڑے
مارے گئے۔ لیکن اس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ اس کو لعن طعن
کیا گیا لیکن وہ خاموش رہا۔ اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں
کیل لگائے گئے لیکن اس نے اُف نہ کی۔ اس کے سر پر
کانٹوں کا تاج رکھا گیا اور ارغوانی چوہہ پہنایا گیا۔ لیکن وہ
مایوس اور بے دل نہ ہوا۔ اس کی داہنی اور بائیں طرف
دو بدکار مصلوب کئے گئے لیکن اس نے شکوہ نہ کیا۔ اس
نے کوہِ کلوری پر ہزار ہا لوگوں کے رویرو صبح کے پہلے پہر
یعنی ۹ بجے سے لے کر دن کے تیسرے پہر یعنی ۶ بجے
شام تک صلیب پر لٹکے رہنے اور شدید اذیت
برداشت کرنے کے بعد سر جھکا کر اپنی جان دیدی۔
تویمی اس کی موت کی پوری پوری تسلی کی خاطر
کہ وہ واقعی مرچکا ہے۔ سپاہیوں میں سے ایک نے
ایک بھالہ اس کی پیٹلی میں مارا اور اس سے خون
اور پانی بہہ نکلا۔ یوں اس نے اپنی جان گنہگاروں
کے واسطے دے دی۔ اور خدا کے ساتھ ہمارے

لئے میل ملاپ کا دروازہ کھول دیا۔ چونکہ اس کو
اپنی موت پر قدرت حاصل تھی۔ اس لئے ممکن
نہ تھا کہ وہ موت کے قبضہ میں رہتا۔ وہ تیسرے
دن مردوں میں سے جی اٹھا اور وہ جی اٹھنے کے
بعد چالیس دن تک اپنے شاگردوں کو نظر آتا
رہا۔ ان کو آخری ہدایات دیں اور ”ان کا ذہن
کھولا تاکہ کتاب مقدس کو سمجھیں“ پھر ان کیلئے
دعا کی اور ان کو برکت دے کر آسمان پر اٹھایا
گیا۔

وہ ہماری شفاعت کیلئے آسمان پر خدا باپ
کے داپنے زندہ موجود ہے۔ اور دنیائے مسیحیت
اس کے وعدہ کے مطابق اُس کی آمد ثانی کی
منتظر ہے۔ اس نے فرمایا ہے کہ

”میں تمہیں یسوع مسیح نہ چھوڑوں گا

میں تمہارے پاس آؤں گا“

(یوحنا ۴ ایاب ۱۸ آیت ۱)

بشارتی لٹریچر تصانیف ماسٹر برکت اے خان

۱۔ بحرفن السلامہ ناشر برکت اے خان	۱۔ بشارتی مواقع ناشر آریہالیس لاہور
۱۱۔ مسلمانوں کے دوست	۲۔ بشارت کے طریقے
۱۲۔ دنیا کا مٹی	۳۔ مسیح ابن اللہ
۱۳۔ دنیا کا کفارہ	۴۔ خوشخبری
۱۴۔ ایک اعمال اور نجات	۵۔ خدا محبت ہے ناشر برکت اے خان
۱۵۔ اصلی ایمیل	۶۔ خدا روح ہے
۱۶۔ آئینہ خطوط	۷۔ محبت اور قربانی
۱۷۔ فلسفہ وحد الوجود	۸۔ وہ نبی
۱۸۔ فلسفہ حیات	۹۔ مسئلہ نجات

(موقوف)

بشارتی لٹریچر کے لئے دوستانہ روح ہیں

خط و کتابت کریں۔

ناشر۔ ماسٹر برکت اے خان وارڈ ۱۱ سیالکوٹ چھاؤنی

مطبوعہ
اقبال پرنٹنگ پریس
رامتلائی روڈ سیالکوٹ